افکار اہل سنت میں مہدی موعود

مولف: مہدی فرمانیان
مترجم: مولانا شیخ ممتاز علی

اہل سنت کے آثار اور ان کی تحریروں پر تحقیقی نظر ڈالنے کے بعد یہ سمجھ میں آتا ہے کہ علماء و دانشوران اہل سنت کی اکثریت مہدیؑ موعود کو مانتی ہے اور صرف نوع نگاہ اور مصداق امام کے حوالے سے وہ لوگ امامیہ سے مختلف ہیں اور انہوں نے اس مسئلہ کو زیادہ تر معاشرتی اعتبار سے ملاحظہ کیا ہے۔

اس تحریر میں اہل سنت کو صاحبان علم کلام، اصحاب حدیث اور سلفیہ میں تقسیم کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ تمام متکلمین اہل سنت نے نجات دہندہ موعود کے نظریہ کو قبول کیا ہے یہاں تک کہ عقل کی طرف میلان رکھنے والے معتزلہ نے بھی اسے مان لیا ہے۔ اصحاب حدیث کی نوع نگاہ امامیہ سے کافی قریب ہے یہاں تک کہ ان میں سے بعض افراد تو مصداق میں بھی امامیہ کے ہمراہ نظر آتے ہیں۔ دوسروں کے مقابل میں سخت نظر آنے والے سلفی حضرات بھی حضرت مہدیؑ کو عترت و اولاد فاطمہ سؑ میں سے جانتے ہیں اور اس بات کو اہمیت نہیں دیتے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں امام مہدیؑ سے متعلق کوئی روایت نقل نہیں ہوئی ہے۔ مہدی موعود عادل ہیں جس کی وجہ سے ان کے خیال میں آپ کا سب سے اہم کام معاشرتی رفاہ عامہ کا کام ہے۔ بیشتر اہل سنت آنحضرت کی معنوی کارکردگی کے قائل نہیں ہیں یہاں تک کہ کچھ افراد آپ کے قیام کو صرف عالم اسلام سے مخصوص سمجھتے ہیں، عالمی قیام تصور نہیں کرتے۔ معنوی اور عالمی قیام کے سلسلہ میں مائل بہ تشیع اہل سنت کے افکار بھی شیعی افکار جیسے ہیں۔

پیروان اسلام کا ہمیشہ یہ اعتقاد رہا ہے کہ پیغمبر اسلام کے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص عدالت کے قیام کے لئے، بے شمار انسانوں کی مدد سے قیام کرے گا۔ وہ الٰہی انسان، اپنی حکومت کے ذریعہ انسانوں کی فلاح و بہبود کو وسعت دے گا۔ مسلمانوں نے پیغمبرؐ اعظم کی پیروی کرتے ہوئے ایسے انسان کے آنے کی بشارت دی ہے اور اس کا نام مہدی (اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ) رکھا ہے۔ صدر اسلام ہی سے اس کا نام دلوں میں موجود زبانوں پر جاری اور نسلوں میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ یہ باتیں کتابوں میں بھی موجود ہیں۔ مختلف

فکر و نظر اور مذاہب کے باوجود، بزرگان اہل سنت نے چھوٹے بڑے مقالے اور مستقل رسالے تحریر فرمائے ہیں اور محدثین نے اپنی کتابوں میں روایات وآثار مہدیؑ کے لئے مخصوص باب قائم کیا ہے۔ اہل سنت نے "اشراط الساعۃ" کے نام سے اس مسئلہ کو تحریر کیا ہے اور تاریخ میں اس کا اہم کردار رہا ہے۔ مہدویت کا موضوع اتنا اہم ہے کہ بہت ہی کم افراد نے اس کا انکار کیا ہے البتہ پچھلی صدی میں ایک گروہ نے انکار کیا ہے ممکن ہے یہ انکار عقلی تعلیمات کی طرف میلان یا مغربی شکاکیت کی دین ہو[۱]۔

اہل سنت کی نگاہ میں مہدویت

لفظ اہل سنت[۲] اور اس کے مصداق کا بیان یہاں پر بہت ضروری ہے۔ سنت کا لغوی معنی طریقہ اور روش ہے[۳] اور اصطلاحی طور پر مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اہل سنت نے اسے "بدعت" کے مقابل استعمال کیا ہے یعنی شریعت کے مطابق عمل کو وہ سنت سمجھتے ہیں۔ اعتقادات کے مباحث میں احمد بن حنبل نے سنت کی یہ تفسیر بیان کی ہے[۴]۔ "اصول السنۃ" نامی تحریر میں اعتقادی سنتوں کو اس طرح رقم کرتے ہیں:

۱. اصحاب رسول کی اقتداء اور ان سے تمسک
۲. قدر اور اس کے خیر وشر پر ایمان
۳. قرآن کا قدیم اور مخلوق نہ ہونا
۴. قیامت کے دن خدا کی رویت
۵. ترتیب وار ابو بکر، عمر، عثمان اور اصحاب شوریٰ کی افضیلت
۶. خلیفہ کی اطاعت چاہے وہ فاسق ہو یا عادل
۷. خلیفۃ المسلمین پر خروج کا جائز نہ ہونا
۸. صحابہ کی برائیوں کے بیان کا جائز نہ ہونا

---

۱. اس طوفان کے مقابل میں اہل سنت کے اصحاب حدیث نے گذشتہ دہائیوں میں تائید مہدویت کے سلسلہ میں متعدد کتابیں لکھیں، ہم اپنے مضمون میں ان کا تذکرہ کریں گے۔

۲. مہدی فرمانیان "مدخل اہل سنت" مجلّہ ہفت آسمان، شمارہ ۱۷، سال پنجم، بہار ۱۳۸۲۔

۳. المصباح المنیر، ص ۱، و ۲ و ص ۲۹۲۔

۴. احمد بن حنبل سے پہلے حدیث کی طرف مائل افراد کو اصحاب اثر (یعنی پیغمبرؐ، صحابہ و تابعین کے آثار) کہتے تھے اور اقوال پیغمبرؐ وصحابہ وتابعین پر سنت کا اطلاق ہوتا تھا۔ آثار پیغمبرؐ پر سنت کا اطلاق کرنے والے پہلے شخص شافعی ہیں اور بعد والوں نے اسے قبول کرلیا۔

۹. خلق بہشت و جہنم

۱۰. اہل قبلہ کا کافر نہ ہونا اور ان کے لئے استغفار کرنا[۱]

احمد بن حنبل نے ان اصولوں کو "اصول سنت" کا نام دیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک اصول پر اعتقاد نہ رکھنے کی بنا پر وہ معتزلہ، شیعہ، مرجئہ، قدریہ، جہمیہ اور خوارج کو بدعتی کہتے ہیں[۲]۔ شافعی اور مالکی مسلک کے ماننے والوں نے اپنے رہنماؤں کی پیروی میں ان عقائد کو مان لیا کیونکہ ان کے رہبر ان جو کہ اصحاب حدیث کی صف میں[۳] تھے کبھی کبھی ایسے جملے بیان کرتے ہیں جو احمد بن حنبل کی تائید میں ہوتے تھے[۴]۔

احمد بن حنبل کے ایک صدی بعد تین افراد پیدا ہوئے ایک مصر میں دوسرے بصرہ میں اور تیسرے ماوراءالنہر میں جو اپنے کو اہل سنت والجماعت کہتے تھے۔ یہ لوگ لفظ اہل سنت میں بہت سے متکلمین کو شامل سمجھتے تھے اور ایک بہت وسیع حلقہ کو مصداق اہل سنت میں شمار کرتے تھے۔ ابو جعفر طحاوی (متوفی ۳۲۱ ھ تقریباً) مصر میں ابو حنیفہ کی حمایت میں جنہیں احمد بن حنبل، بدعتی (مرجئہ) سمجھتے تھے، بیان اعتقاد اہل سنت نام کی ایک کتاب تحریر کی جس میں ابو حنیفہ کو اہل سنت تسلیم کیا ہے[۵]۔ مشرق میں بھی ابو منصور ماتریدی نام کے ایک متکلم (متوفی ۳۳۳ھ) گذرے ہیں جو ابو حنیفہ کی پیروی میں اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت میں شمار کرتے تھے۔ ان کی ایک کتاب بنام تاویلات اہل سنت بھی موجود ہے۔ انہوں نے "ماتریدی کلامی نظریہ" ایجاد کیا جس نے اہل سنت کے عقائد پر بڑا نمایاں اثر ڈالا۔ کتاب عقائد نسفی کے مصنف ابو حفص نسفی (۵۳۷ ھ) جن کی کتاب صدیوں تک مدارس اہل سنت کے درس میں شامل رہی ہے، وہ بھی اسی مکتب فکر سے نکلے تھے۔ اس بنا پر ابو حنیفہ رفتہ رفتہ بدعتی افراد کی صف سے نکل کر اہل سنت کی صف میں آگئے۔ ابو الحسن اشعری (متوفی ۳۲۴ ھ تقریباً) بھی بصرہ میں ایک اہم اور بڑے کلامی نظریہ کے بانی ہیں پہلے تو انہوں نے کتاب الابانہ لکھ کر اپنا تعارف احمد بن حنبل کے پیروکاروں میں کرایا پھر اپنا نظریہ پیش کیا۔ احمد بن حنبل علم کلام کو اسلام میں مذموم سمجھتے تھے اس کے باوجود ابو الحسن اشعری نے

---

۱. فواز، احمد زمرلی، عقائد ائمہ السلف، ص ۱۹-۳۷۔

۲. ابو الحسن اشعری، الابانہ عن اصول الدیانہ، تحقیق عباس صباغ۔

۳. سید کاظم بجنوردی، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی "مدخل اصحاب حدیث"، ج ۹، ص ۱۱۸۔

۴. مالک ابن انس، الموطا، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی میں ہے کہ ہم نے ظواہر آیات سے تمسک کیا ہے ان کی کیفیت کے بارے میں ہم سوال نہیں کرتے۔

۵. اس رسالہ کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں، آخری شرح، شرح العقیدۃ الطحاویۃ ہے جو عصر حاضر کے مشہور سلفی اور حدیث شناس کی تحریر کردہ ہے۔

اسے اچھا سمجھا اور احمد بن حنبل کے برخلاف علم کلام کو علوم اسلامی میں شمار کیا اس طرح اشاعرہ کا کلامی نظریہ، اہل سنت کا کلامی مکتب فکر بن گیا اور پھلتا پھولتا رہا۔ اس مکتب فکر میں ابو بکر باقلانی (متوفی ۴۱۳ھ) امام الحرمین جوینی (متوفی ۴۷۸ ھ)، غزالی (متوفی ۵۰۵ ھ) فخر رازی (متوفی ۶۰۶ ھ)، تفتازانی (متوفی ۷۲۹ ھ)، جیسے بزرگ علماء پیدا ہوئے۔ اہل سنت کے نزدیک معتزلہ اسی طرح بدعت گذاروں کے صف میں مانے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ مغلوں کے حملہ کے بعد بالکل ختم ہوگئے۔ علمائے امامیہ کی پیروی اور امامت کے سلسلے میں معتزلہ اور اہل سنت کے ہم فکر ہونے کی بناپر مصنف، معتزلہ کو اہل سنت سمجھتا ہے۔

دوسری طرف فقہ اہل سنت میں دوسری صدی سے مختلف مکاتب فکر مثلاً، اوزاعی، سفیان ثوری، طبری (جریری) حنفی، لیثی، ظاہری، شافعی، حنبلی، مالکی اور کرّامی پیدا ہوئے جن میں صرف چار مکاتب باقی رہ گئے۔ مالکی، شافعی اور حنبلی مسلک نے حدیث پر توجہ دی اور صحابہ وتابعین کے نظریات وآراء کے حامل بنے۔ ابو حنیفہ کی فقہ قیاس کی وجہ سے اصحاب رائے کی فقہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ عصر حاضر میں بیشتر اہل سنت حنفی (ماتریدی) اور پھر شافعی (اشاعرہ) ہیں اگرچہ سلفیت کی طاقت بڑھتی جارہی ہے[۱]۔

اہل سنت کا مصداق ومفہوم مشخص ہوجانے کے بعد اب اہم اہل سنت کے متکلمین کی نظر میں موعود کا نظریہ پیش کریں گے اور ہماری بحث کا زیادہ تر حصہ اصحاب حدیث کے سلسلہ میں ہوگا۔ سلسلہ بیان میں بحث مہدویت میں منکرین اور متردین کے افکار ر اور تردد کے علل پر بھی نظر ڈالی جائے گی اور مہدی موعود پر اہل سنت کے یقین کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔

متکلمین اہل سنت اور مہدی موعود

علم کلام کی مختصر تعریف میں کہا گیا ہے کہ "یہ دین کا عقلی دفاع ہے"[۲] لہٰذا متکلمین کی کتاب میں مہدویت کے بحث کی توقع بے کار ہے۔ جیسا کہ بعض مشہور اور معتبر کلامی کتابوں میں یہ بحث نہیں پائی جاتی اور یہ اہل سنت کے متکلمین کی عدم توجہ یا انکار کی دلیل نہیں ہے بلکہ علم کلام کے موضوع اور مباحث مہدویت کے ادلہ منقولہ پر مبنی ہونے کی بناپر علم کلام کی کتابوں میں اس طرح کے موضوعات کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل سنت کی نظر میں یہ موضوع اتنا بلند ورفیع نہیں ہے جتنا کہ شیعوں کی نظر

۱۔ مفہوم اہل سنت کے سلسلہ میں مدخل سنت دائرۃ المعارف اسلام انگلیسی اور دائرۃ المعارف فارسی مصاحب، دیوبندی اور بریلوی۔ مجلّہ طلوع، شمارہ ۶ ملاحظہ ہو۔

۲۔ تعارف علم کلام کے بارے میں، احمد فرامرز قراملکی کی ہندسہ معرفتی کلام جدید، فصل اول، مطبوعہ باراوّل، انتشارات مؤسسہ فرہنگی دانش واندیشہ معاصر، تہران ۱۳۷۸ شمسی ملاحظہ ہو۔

میں ہے۔ اس مسئلہ میں شیعوں کی بازگشت امامت وخلافت کی طرف ہوتی ہے۔ شیعوں کی فکر کا محور ومرکز مسئلہ امامت ہے بہت ساری کتابیں اس موضوع پر شیعہ حضرات نے لکھی ہیں لیکن اہل سنت کی نظر میں یہ ایک فرعی مسئلہ ہے۔ بعض سنی متکلمین کہتے ہیں :

"ہم نے مشہور روش کی پیروی میں علم کلام میں مسئلہ امامت پر بحث کی ہے ورنہ علم کلام امامت جیسے موضوع کی جگہ نہیں ہے"[۱]۔

تیسری بات یہ ہے کہ زمانۂ قدیم سے جب علم کلام کی یہ شکل بھی نہیں تھی، علمائے اہل سنت نے "اشراط الساعۃ" کے موضوع کے تحت مہدویت پر بحث کی ہے اور علم کلام میں "اشراط الساعۃ" کی بحث یاتو موجود ہی نہیں ہے یا پھر اس موضوع پر سرسری گفتگو کرکے متکلمین آگے بڑھ جاتے ہیں جیسا کہ ایجی کی شرح مواقف، فخر رازی کی المطالب العالیہ، قاضی عبد الجبار کی مغنی، ابو معین نسفی کی تبصرۃ الادلہ، بزدوی کی اصول الدین، احمد غزنوی حنفی کی اصول الدین[۲]، سیف الدین آمدی کی ابکار الافکار، شہرستانی کی نہایۃ الاقدام، غزالی کی الاقتصاد فی الاعتقاد، عبد القاہر بغدادی کی اصول الدین، فخر رازی کی البراہین فی علم الکلام، امام الحرمین جوینی کی الارشاد والشامل فی اصول الدین، باقلانی کی التمہید وغیرہ میں "اشراط الساعۃ" کی کوئی گفتگو نظر نہیں آتی، نسفی نے اپنی کتاب عقائد کی شرح میں خروج دجال، یاجوج ماجوج، نزول عیسیٰ، مغرب سے طلوع شمس کی گفتگو "اشراط الساعۃ" میں کی ہے۔ لیکن اس موقع پر انہوں نے مہدیؑ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ وہ شرح عقائد میں لکھتے ہیں :

"اشراط الساعۃ میں صحیح حدیثیں بہت زیادہ ہیں۔ جو ملاحظہ کرنا چاہے وہ تفسیر، تاریخ اور سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرسکتا ہے"[۳]۔

اشعری متکلم عالم تفتازانی، شرح مقاصد میں مہدیؑ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں :

"اولاد فاطمہ سے کسی امام کے ظہور جو زمین کو عدل وداد سے بھردے گا اور نزول عیسیٰ کے سلسلہ میں صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ لیکن یہ اخبار آحاد ہیں اور خروج دجال کو تواتر معنوی حاصل ہے۔ لیکن مہدیؑ کے پیچھے عیسیٰ کے نماز پڑھنے کی کوئی سند نہیں ہے"۔

انہوں نے اس باب میں وہی روایتیں بیان کی ہیں جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں[۱]۔ ماتریدی مسلک

---

۱. محمد غزالی، الاقتصاد فی الاعتقاد، تحقیق ڈاکٹر عادل العواد، ص ۲۱۳ ۔

۲. مؤلف نے اشراط الساعۃ کی بحث تحریر کرنے کے باوجود مہدیؑ کے بارے میں بحث نہیں کی ہے۔

۳. شرح العقائد النسفیہ، تحقیق محمد عدنان درویش وشیخ ادیب الکلاس، ص ۲۷۳، ص ۲۷۴ ۔

کے مشہور حدیث شناس اور متکلم ملا علی قاری اپنی کتاب شرح الفقہ الاکبر [۲] میں اشراط الساعۃ کی بحث میں لکھتے ہیں:

"ظہور مہدی "اشراط الساعۃ" میں سے ہے اور اس کی ترتیب یہ ہے کہ مہدیؑ حرمین شریفین سے ظہور کریں گے پھر بیت اللہ المقدس پہونچیں گے وہاں دجال ظاہر ہو کر مہدیؑ کا محاصرہ کر لے گا، عیسیٰ دمشق کے منارہ شرقی سے نازل ہوں گے اور دجال کو ختم کر دیں گے، عیسیٰؑ، مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے... اور عیسیٰؑ چالیس سال تک زمین پر باقی رہ کر دنیا سے سدھاریں گے... ایک روایت میں سات سال کا ذکر ہے جس کا جمع کرنا اس طرح ممکن ہے کہ وہ ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر چلے جائیں گے اور نزول کے بعد سات سال اس دنیا میں زندگی گذاریں گے، شرح عقائد میں آیا ہے کہ مہدیؑ، عیسیٰؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے" [۳]۔

بہاء الدین زادہ (متوفی ۹۵۲ ھ) فقہ اکبر کی ایک دوسری شرح میں خروج مہدیؑ کو "اشراط الساعۃ" میں شمار کرتے ہیں۔ آپ نے روایات کے مطابق مہدیؑ کو اہل بیت رسولؐ کی فرد قرار دیا ہے جو ظلم و فساد کی کثرت کے بعد عدالت کو عام کریں گے حالانکہ اس وقت علم کم اور جہالت زیادہ ہو گی [۴]۔

اس بحث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں:

"حضرت امیر المومنین کا یہ کلام کہ "بنا تختم اللّٰہ..." مہدیؑ کی طرف اشارہ ہے جو آخری زمانہ میں ظہور فرمائیں گے اکثر محدثین نے ان کو اولاد فاطمہ سؑ میں شمار کیا ہے اور ہمارے اصحاب (معتزلہ) بھی اس کے منکر نہیں ہیں انہوں نے اپنی کتاب میں مہدیؑ کو یاد کیا ہے اور شیوخ معتزلہ بھی اس کے قائل ہیں لیکن وہ اس بات کے قائل ہیں کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں اور یہ وہی اہل حدیث کا مذہب ہے" [۵]۔

ابی الحدید کے کلام میں بہت سے دقیق نکتے پوشیدہ ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ معتزلہ (جو سب سے

---

۱. شرح المقاصد، تحقیق ڈاکٹر عبد الرحمٰن عمیرہ و صالح موسیٰ شرف جلد ۵، ص ۳۱۲۔ ص ۳۱۵۔

۲. میں یہ یاد دلا دوں کہ فقہ اکبر میں مہدیؑ کا نام نہیں آیا ہے بلکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ وغیرہ کا ذکر ہے، فقہ الاکبر علم کلام کی کتاب ہے اور ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے۔

۳. منع الروض الازھر فی شرح الفقہ الاکبر تحقیق شیخ وہبی سلیمان غاجی، ص ۳۲۴۔۳۲۶۔

۴. القول الفصل شرح الفقہ الاکبر للا مام ابی حنیفہ، تحقیق، رفیق العجم، ص ۴۳۸۔۴۴۲؛ کمال الدین احمد بیاض حنفی، اشارات المرام من عبارات الامام، تحقیق یوسف عبد الرزاق، ص ۶۷۔

۵. تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیمی، جلد ۱، ص ۲۸۱،۲۸۲؛ الامام المہدی عند اہل السنۃ، ص ۱۲۷۔۱۲۸۔

زیادہ عقل کی طرف میلان رکھتے ہیں) کا اعتقاد مہدیؑ پر ہے، انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا ہے جو مہدیؑ کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے منقولہ احادیث کے قوی ہونے کی دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ معتزلہ کا نظریہ بھی اصحاب حدیث جیسا ہے، اس وجہ سے اہل سنت کے یہاں بحث مہدویت کی جستجو میں اہل حدیث کی طرف مراجعہ کرنا چاہئے۔ متکلمین کے درمیان اس کا بہت ہی کم سراغ ملتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ معتزلہ کی کتابوں میں مہدیؑ کی بحث آئی تو ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر چیزیں ضائع ہو گئیں اور اب وہ موجود نہیں ہیں۔ بیان شدہ مطالب کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ اشاعرہ نے اپنی کتابوں میں یہ بحث بہت کم کی ہے۔ ماتریدی فرقہ نے ابو حنیفہ کی پیروی میں "اشراط الساعۃ" اور مہدیؑ کے مباحث پر زیادہ توجہ دی ہے اور متکلمین (اعم از معتزلہ، اشعری اور ماتریدی) کا مہدیؑ کے باب میں وہی نظریہ ہے جو اصحاب حدیث کا ہے۔ اہم بات تو یہ ہے کہ بہت سے متکلمین نے اس سلسلہ میں خاموشی اختیار کی ہے لیکن اس سے رد ظہور مہدیؑ کی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔

امام مہدیؑ اصحاب حدیث کی نظر میں[1]

ملاحم وفتن کے موضوع پر اہل سنت کی متعدد اہم کتابیں موجود ہیں ابن طاؤس (متوفی ۶۶۴ھ) کی نظر میں اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی جاسکتی جب تک کہ صاحب حدیث اور بخاری کے استاد نعیم بن حماد مروزی (متوفی ۲۲۹) کی کتاب الفتن کا مطالعہ نہ کیا جائے[2]... اس سلسلہ کی دوسری کتاب السنن الواردہ فی الفتن مصنفہ ابو عمرو دانی (م ۴۴۴ھ) ہے جو ابھی جلد ہی عربستان سعودی میں طبع ہوئی ہے۔ شیعیت کی طرف میلان[3] رکھنے والے بہت سے سنی حضرات اور اصحاب حدیث نے دوسری کتابوں مثلاً الملاحم ابن منادی، البعث والنشور بیہقی، مناقب المهدی یا اربعین حدیث فی المهدی[4]، صفۃ المهدی ابو نعیم اصفہانی (م۔ ۴۳۰ھ) سے استفادہ کیا ہے جن میں بعض کتابیں اب موجود نہیں ہیں لیکن یوسف بن

---

۱. اصحاب حدیث اہل سنت کے گروہ میں بھی دو گروہ ہیں ایک میں تمام احادیث پر مثبت انداز میں نظر ڈالی گئی ہے اور موضوع وضعیف حدیثوں کو نادر اور کم جانا گیا ہے دوسرے میں حدیثوں کو قبول کرنے میں سختی دکھائی گئی ہے اور ہر حدیث کو قبول نہیں کیا گیا ہے۔

۲. مقدمہ کتاب الملاحم والفتن فی ظہور الغائب المنتظر، یہ کتاب نعیم ابن حماد کی کتاب الفتن، ابو صالح سلیلی کی الفتن اور زکریا بن یحیٰ بزاز (م ۲۹۸ھ) کی الفتن کا خلاصہ ہے، ان میں سے ابن حماد کی الفتن کے علاوہ دوسری دونوں کتابیں نہ تو مشہور ہیں اور نہ اس وقت ان کا کوئی وجود ہے۔

۳. مائل بہ تشیع اہل سنت کی توضیح آئندہ آئے گی ۔

۴. رسالہ العرف الوردی فی اخبار المهدی۔ تالیف جلال الدین سیوطی جو کہ ابو نعیم اصفہانی کی کتاب اربعین کا خلاصہ ہے ۔

یحیٰ شافعی کی کتاب العقد الدرفی اخبار المنتظر میں (ساتویں صدی ہجری کے عالم) اور محمد بن یوسف گنجی شافعی کی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں یہ اخبار موجود ہیں۔ سہل انگاری سے کام لینے والے اصحاب حدیث کا قصہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن (اسی گروہ کی قدیم ترین کتاب) میں شروع کیا ہے۔ اس سلسلہ کو مذکورہ چھ کتابوں میں سے پانچ کتابوں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے[1]۔ قرطبیؒ کی التذکرۃ فی احوال الموتیٰ والامور الآخرۃ (م ۶۷۱ھ)، محب الدین طبری کی ذخائر العقبیٰ (م ۶۹۴ ھ)، ابن وردی (م ۷۴۹ ھ) کی خریدۃ العجائب، سیوطی (م ۹۱۱ھ) کی العرف الوردی، متقی ہندی (م ۹۷۵ ھ) کی کنز العمال، ملا علی قاری (م ۱۰۴۱ھ) کی مرقاۃ المفاتیح[2] اور المشرب الوردی فی مذہب المہدی، سفارینی حنبلی (م ۱۱۸۸ھ) کی لوامع الانوار، محمد بن سلوم (م ۱۲۴۶ھ) کی مختصر لوامع الانوار البہیہ و سواطع الاسرار الاثریہ، صبان شافعی (م ۱۲۰۶ ھ) اسعاف الراغبین، قندوزی (م ۱۲۷۰ ھ) کی ینابیع المودۃ میں، بلبیسی شافعی (م ۱۳۰۸ ھ) العطر الوردی اور محمد بیومی مصری کی الامامۃ واہل البیت میں بھی اس مسئلہ پر گفتگو موجود ہے۔ اہل سنت کے اصحاب حدیث کے اس گروہ نے احادیث اور خاص کر احادیث مہدیؑ کے استناد کے سلسلے میں صحابہ وتابعین کے آثار کو بڑی آسانی سے حل کیا ہے اور تعارضات وتناقضات کی صورت میں کوئی راہ حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اور تناقضات اور تعارضات کو رفع کرنے میں کبھی بھی انہوں نے جعل، وضع اور ضعیف کی اصطلاح سے کام نہیں لیا ہے۔

شیعیت کی طرف میلان رکھنے والے سنی حضرات کے مقابلہ میں ان کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ مصداق میں بھی دوسرے اہل حدیث حضرات کی طرح مہدیؑ کو امام حسنؑ کی اولاد سمجھتے ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں اور آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ یہ کہنا اغراق نہ ہوگا کہ ان تمام کتابوں میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن اور کتاب ابو نعیم اصفہانی کی روایتیں موجود ہیں۔ اس بناپر اس تحریک کا اصلی سرچشمہ کتاب الفتن ہے۔ ان کتابوں میں ظہور کے بارے میں دو طرح کی علامتیں پائی جاتی ہیں ایک تو وہ علامتیں جو ہر زمانہ پر منطبق ہوتی ہیں مثلاً دینی علوم اور دین پر توجہ کا کم ہو جانا۔ جہل کی فراوانی، فحشاء کا عام ہونا اور بلا

---

۱. جو کتابیں مفقود ہیں ان کے طرز نگارش کو دوسروں سے منقول مطالب کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے۔ البیان فی اخبار صاحب الزمان کے سلسلہ میں اس مقالہ کی بحث "مائل بہ تشیع سنی حضرات" ملاحظہ فرمائیں۔

۲. تحقیق جمال عیتانی، ج ۱۰، ص ۸۹۔۹۸۔

ومصیبت کی زیادتی[1]۔

دوسری طرح کی روایتیں خصوصیت کی حامل ہیں۔ مثلاً بنی امیہ سے سفیانی نام کا ایک شخص شام میں بہت سے ترک اور رومیوں کو قتل کرے گا، حجاز کی طرف رخ کرے گا پھر کوفہ پہونچے گا۔ آل محمد ص کے دوستوں اور شیعوں کو قتل کرے گا، مدینہ کی طرف ایک لشکر روانہ کرے گا، وہ فوج مدینہ میں بنی ہاشم کو قتل کرے گی، نفس زکیہ (اہل بیتؑ میں سے ایک شخص) مارے جائیں گے۔ آل محمد بھی مکہ اور خانۂ خدا میں پناہ لیں گے[2]۔ ان واقعات کو سنکر اہل مشرق میں سے کچھ افراد سیاہ پرچم (رایات سود) کے ساتھ بنی فاطمہ کی حمایت میں نکل پڑیں گے[3]۔ مکہ جاتے ہوئے بیداء کے مقام پر سفیانی کا لشکر زمین میں دھنس جائے گا، اس وقت ایک منادی آسمان سے ندادے گا کہ تمہارا امیر مہدی ہے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا[4]۔ منادی کی ندا کا یہ اثر ہو گا کہ مکہ والے بنی فاطمہ میں سے ایک چالیس برس کے شخص کے ہاتھ پر رکن ومقام کے درمیان بیعت کریں گے (حالانکہ وہ بیعت کو پسند نہیں کرے گا) وہ شخص ہمنام پیغمبرؐ اور اولاد حسنؑ سے ہو گا۔ اس کی پیشانی بلند ہو گی اور اس کے دائیں رخسار پر ایک خال ہو گا، ابتدائی بیعت کرنے والوں کی تعداد اہل بدر کی تعداد کے برابر ہو گی[5]۔ مہدیؑ، پیغمبرؐ کے پرچم کے ساتھ حجاز کو فتح کریں گے پھر بیت المقدس کی طرف بڑھیں گے، سیاہ پرچم والے خراسان کے افراد، کوفہ میں ان سے مل جائیں گے اور خونریزی کے بغیر بیت المقدس کو وہ فتح کریں گے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اتنی خونریزی ہو گی کہ لوگ کہنے لگیں گے:

"خدا کی قسم یہ اولاد فاطمہؑ سے نہیں ہیں اگر ان میں سے ہوتے تو ہم پر رحم فرماتے"[6]۔

بیت المقدس میں یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان کتاب مقدس سے فیصلہ کریں گے۔ انطاکیہ کے غار سے تابوت سکینہ برآمد کریں گے، اس وجہ سے بہت سے یہودی مسلمان ہو جائیں گے۔ اس طرح کی

---

۱. تحقیق ڈاکٹر سہیل ذکار، ص ۱۵۰- ۱۶۵، یوسف بن یحیٰ شافعی، عقد الدرر فی اخبار المنتظر، تحقیق عبد الفتاح محمد الحلو، ص ۴۳- ۶۶؛ الملاحم والفتن، ص ۳۸- ۴۹؛ الامام المہدی عند اہل السنۃ و...۔

۲. الفتن، ص ۱۶۵- ۱۷۵؛ عقد الدرر، ص ۶۷-۹۹ وغیرہ۔

۳. محمد بن یوسف کنجی شافعی، البیان فی اخبار صاحب الزمان، تحقیق مہدی خراسانی، ص ۱۰۵- ص ۱۰۷، احادیث رایات سود (سیاہ پرچم والی روایتیں) اہل سنت کی بہت سی معتبر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

۴. الفتن، ص ۲۰۸-۲۱۰۔

۵. ایضاً، ص ۲۱۱-۲۱۳۔

۶. ایضاً، ۲۱۶۔

تحریروں میں مہدیؑ عام طریقے سے لیکن توفیقات خداوندی سے اپنا کام آگے بڑھائیں گے، ان کے مدمقابل سفیانی ہے جو قبائلی جھگڑوں کو بڑھاوا دے گا اور شیعیان و محبان اہل بیتؑ کے ساتھ سختی سے پیش آئے گا۔ اصحاب حدیث کے قول کے مطابق نظریہ ظہور منجی صرف معاشرتی پہلو سے اہم ہے اور صرف مسلمانوں کے کچھ خاص گروہ کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ سماجی بھلائی اور کثرت اموال کے بارے میں روایات میں ملتا ہے کہ وہ لوگوں میں بہت زیادہ مال تقسیم کرے گا، زمین سے بہت زیادہ مال نکالے گا اور لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے تقسیم کردے گا، زمین وآسمان کے رہنے والے اس سے راضی ہوں گے، آسمان اپنی برکتیں نازل کرے گا، زمین اپنے نباتات کا خزانہ پیش کردے گی، اس کے زمانہ میں محسن اپنے احسان میں اضافہ کرے گا، گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں گے، مساکین پر رحم کیا جائے گا۔ ایک رات میں خدا مہدیؑ کے کام کو درست کردے گا اور اتنی نعمتیں دے گا جو کسی امت کو نہیں ملیں[1]۔ پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ بعض روایتوں کی بناپر عیسیٰؑ، مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور دوسری روایتوں کے مطابق مہدیؑ عیسیٰؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے[2]۔ سات، آٹھ یا نو سال اور بعض روایات کی بناپر چالیس سال حکومت کرکے دنیا سے رخصت ہوں گے[3]۔ مسلمان ان پر نماز پڑھ انہیں کردفن کردیں گے۔ ان کے بعد فتنے برپا ہوں گے پھر قحطانی[4] نامی شخص حکومت کرے گا۔

یہ گروہ مہدی(ع) کو ایک بشری موعود تسلیم کرتا ہے جو زیادہ تر اسلام کے دایرے میں ایک سماجی کام کرنے والا ہوگا۔ مہدی(ع) کے بارے میں کتاب الفتن اور اس سے متاثرہ کتابوں کی سیکڑوں روایتوں کا خلاصہ یہاں بیان کردیا گیا لیکن اس کے تجزیہ سے پہلے یہاں چند نکات کا ذکر ضروری ہے:

۱. کتاب الفتن کے زیادہ تر مطالب، اقوال صحابہ وتابعین ہیں جن کا بہت کم سلسلۂ اسناد پیغمبرؐ تک پہونچتا ہے، اس کے باوجود کتاب پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے پہلے ہم یہ بیان کرچکے ہیں کہ دوسری صدی کے اواخر تک اقوال پیغمبرؐ وصحابہ وتابعین پر سنت کا اطلاق ہوتا تھا۔ مالک بن انس (م

---

۱. الفتن، ص ۲۲۰-۲۲۷۔

۲. ایضاً ۲۳۰، فقط ص ۳۵۲ پر عبداللہ ابن عمر سے ایک روایت ہے جس میں لکھا ہے کہ مہدی(ع)، عیسیٰؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ جبکہ عیسیٰؑ، مہدی(ع) کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ بعض دوسری روایتوں میں مہدیؑ کا نام نہیں ہے وہاں صرف رجل صالح اور مسلمانوں کا امام موجود ہے۔

۳. الفتن، ص ۲۳۲-۲۳۳۔

۴. ایضاً، ص ۲۴۰۔

۱۷۹ھ) کی الموطا، محمد بن حسن شیبانی کی کتاب الاصل (م ۱۸۹ ھ)، عبدالرزاق صنعانی (م ۲۱۱ ھ) کی المصنف وغیرہ جیسی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے جو کہ کتاب الفتن جیسی فضا میں لکھی گئی ہیں، پتہ چلتا ہے کہ ان میں صحابہ وتابعین کے کتنے اقوال موجود ہیں جنہیں اصطلاح حدیث میں اثر (جس کی جمع آثار ہے) کہاجاتا ہے۔ شافعی (م ۲۰۴ ھ) اور ان کی کتاب الرسالہ کے بعد سنت کے مفہوم سے آثار خارج ہوگئے اور فقط قول وفعل وتقریر پیغمبرؐ کے لئے لفظ سنت استعمال ہونے لگا۔مالک بن انس اور اوزاعی کبھی کبھی صحابہ اور تابعین سے منقول اقوال کو پیغمبر اسلامؐ سے منقول احادیث پر ترجیح دیتے تھے اور شافعی اس بات سے زیادہ فکر مند تھے۔شافعی نے اصطلاح اہل سنت کے لیے ایک نیا مفہوم پیش کیا جو اہل سنت کی حدیث کی تاریخ میں وہ نقطۂ عطف ہے جس کی بناپر رفتہ رفتہ کتب احادیث سے آثار صحابہ خارج ہوئے اور آثار پیغمبرؐ کو خاص جلاء حاصل ہوئی[۱]۔اس ماحول میں اہل سنت کے یہاں صحاح ستّہ اور موسوعہ تسعہ تحریر ہوئی اور انہیں مقبولیت حاصل ہوئی۔

۲. مذکورہ بالا بہت سی کتابوں میں حضرت امیرؑ، امام حسنؑ، امام محمد باقرؑ اور کہیں کہیں امام جعفر صادقؑ کے اقوال بہ کثرت موجود ہیں لیکن اہل سنت کے معروف محدثین کی کتابوں میں یہ ذخیرہ (خاص کر مہدی(عج) کے باب میں) نہیں ملتا۔

۳. کتاب الفتن، کنز العمال، البرھان فی علامات المھدی لمتقی ھندی، العرف الوردی سیوطی اور دوسری کتابوں کی روایات میں ظہور مہدیؑ اور خروج دجال میں مضبوط رابطہ نظر نہیں آتا۔

بعض روایتوں میں نزول عیسیٰؑ کو ہنگام قتل دجال اور ظہور مہدیؑ لکھا گیا ہے۔ان روایات کی بنیاد پر خروج دجال کو قیام مہدی(عج) کے ساتھ مرتبط کیا جاسکتا ہے۔کتاب عقد الدرر فی اخبار المنتظر میں ظہور مہدی(عج) اور خروج دجال کے ارتباط کے سلسلہ میں حذیفہ کے ذریعہ پیغمبرؐ کی صرف ایک روایت بیان ہوئی ہے[۲]۔حالانکہ اس میں دجال کے بارے میں تقریباً ۴۴ صفحات کی بحث موجود ہے اور اس سلسلہ میں صرف دو اثر ایک حضرت امیرؑ اور دوسرے کعب الاخبار کی موجود ہے[۳]۔گویا کتاب الفتن میں نعیم بن حماد کی نظر میں ظہور مہدی(عج) اور دجال کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے۔ابن طاؤس، الملاحم والفتن میں احادیث

---

۱. دائرۃ المعارف بزرگ الاسلامی "مدخل اصحاب حدیث"، ج ۹، ص ۱۱۸۔
۲. عقد الدرر، ص ۲۶۶۔
۳. ایضاً، ص ۲۷۴-۲۷۷۔

مہدیؑ، عیسیٰؑ اور دجال کو باہم مرتبط سمجھتے ہیں[۱]۔ اسی طرح سے متکلمین کے حصہ میں ہم نے ملا علی قاری کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے بھی اس ارتباط کی نشاندہی ہوتی ہے۔

ان راویوں نے جو روایتیں نقل کی ہیں ان پر توجہ دینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں مہدویت، اسلام کا قطعی اور مسلم اصول ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نسل فاطمہ زہراءؑ سے ایک ایسے شخص کے ظہور کی خبر دیتے ہیں جو بنی امیہ کی نسل سے ایک ظالم کے خروج کے بعد قیام کرے گا۔ اس خبر میں صرف معاشرتی نجات کی طرف اشارہ ہے جس کا اہم حصہ عدالت ہوگا جس میں بہت زیادہ دولت وثروت لوگوں کے درمیان تقسیم ہوگی۔ عدالت کا یہ دور بہت مختصر ہوگا۔ اس عدالت طلبی کے بیشتر مقدمات الٰہی امداد اور توفیق سے حاصل ہوگا مثلاً آسمانی منادی کی ندا، بہت زیادہ بارش، عیسیٰؑ کا نزول اور دجال کے قتل میں مدد، نباتات کا روئیدہ ہونا۔ خدا کے علم سے جو خزانہ زمین میں چھپا ہے اس کا ظاہر ہونا۔ ایسی روایتوں میں مہدی موعود کا وجود نہ مافوق طبیعت کوئی وجود ہے اور نہ اہل زمین کی طرح کوئی معمولی وجود ہے لیکن وہ عصمت اور علم غیب کے حامل بھی نہیں ہیں، ان میں مافوق بشر صفات بھی نہیں پائے جاتے۔ ان کے ظہور سے عقل وعلم میں کوئی ترقی نہ ہوگی، زیادہ تر مادی نعمتوں کا ذکر ہے اور معنوی نعمتوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اس نکتۂ نظر کے اعتبار سے موعود ختم ہو جانے والا ہے، وہ اس دنیا کے خاتمہ اور قیام قیامت تک نہیں رہے گا۔ اس بناپر اسے آخری موعود لیکن اس دور کا آخری موعود سمجھا جاسکتا ہے۔ اس ظہور کے مقدمات قبائلی (علوی، اموی) جھگڑوں کی اساس پر استوار ہیں لیکن اس کا فائدہ عام انسانوں کو ہوگا۔ اس موعود کے کارندے قبائلی بنیاد پر معین نہیں ہوں گے بلکہ عدالت کی بنیاد پر ان کا انتخاب ہوگا۔ روایات میں اگرچہ زمین کا لفظ ہے مگر اس کی حکومت کی وسعت عالم اسلام تک محدود ہوگی۔ دوسرے ادیان بھی اس وقت موجود ہوں گے لیکن اسلام کی طرف (عدالت کی بناپر) زیادہ میلان ہوگا اس بناپر وہ امام عادل شمار کیا جائے گا جو دنیا کی سعادت اور لوگوں کی بھلائی کے لئے کام کرے گا۔

اصحاب حدیث کا دوسرا گروہ، حدیث کے ذخیرہ کو جرح وتعدیل اور رجال ودرایت کی کسوٹی پر پرکھنے میں پہلے گروہ سے زیادہ سخت ہے۔ ان کے مطالعات کا موضوع، معارف دینی اور منابع نقلی (اعم از ظواہر قرآن واحادیث وآثار) ہے۔ ان کی فقہ، اصحاب رائے کے مدمقابل اور ان کا اعتقاد، متکلمین، فلاسفہ وعرفاء کے مدمقابل ہے۔ اصحاب حدیث کے راستہ پر چلنے والے سب سے نمایاں صحیح سلفی اور وہابی ہیں۔ ممکن ہے ایک شخص فقہ میں اصحاب رائے سے ہو لیکن اعتقادات میں وہ اصحاب حدیث کی پیروی کرتا ہو۔

---

۱. ایضاً، ص ۸۰-۸۴۔

اصحاب حدیث کے نقل کے بموجب مہدی(ع) کے باب میں پچاس سے زائد حدیثیں اور سیکڑوں آثار ہیں جن میں صحیح، حسن، ضعیف سب کچھ شامل ہے[۱]۔امام مہدیؑ کے سلسلے میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی غیر واضح حدیث کچھ اس طرح ہے "كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم"[۲]۔ اہل سنت کی دوسری صحاح اور موسوعہ تسعہ میں واضح حدیثیں بھی موجود ہیں۔ سنن ابن ماجہ[۳]، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی[۴]، الجامع الصحیح[۵]، مسند احمد ابن حنبل[۶]، مصنف عبد الرزاق صنعانی[۷]، مصنف ابن ابی شیبہ[۸]، معجم الکبیر طبرانی[۹]، المعجم الوسیط، الصحیح ابن حبان[۱۰] اور دوسرے لوگوں نے اپنی کتابوں میں امام مہدیؑ سے متعلق احادیث کو نقل کیا ہے۔ یہ سارے علماء تیسری اور چوتھی صدی کے ہیں۔ان کے بعد کے علماء کے یہاں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔انہوں نے تیسری اور چوتھی صدی کے علماء کے شاگردوں یا ان کی تالیفات سے تمام مطالب اخذ کئے ہیں جن میں کچھ نام اس طرح ہیں: حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں، ابن اثیر نے جامع الاصول میں، ابن تیمیہ نے منهاج السنة النبويه[۱۱] میں، ابن قیم نے المنارا لمنيف میں، ابن کثیر نے الملاحم والفتن یاالنہایہ میں، بزرنجی نے الاشاعہ میں، قنوجی نے الاذاعۃ میں، مبارک فوری نے تحفۃ الاحوذی میں، عظیم آبادی نے عون المعبود[۱۲] میں، وہابیوں میں عصر حاضر میں مفتی اعظم

---

۱. احمد بن حجر بوطامی البنعلی، العقائد السّلفیہ بادلتھا العقلیہ والنقلیہ، جلد ۲، ص۴۵۱ - ۴۵۴۔

۲. محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، تحقیق قاسم الشماعی الرفاعی، ج ۴، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ، ص ۶۳۳؛ محمد فواد، عبد الباقی، اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان ج ۱، ص ۳۱۔

۳. تحقیق محمود محمد محمود حسن نصار، ج ۴، کتاب الفتن، باب خروج المہدی، ۴۵۲ - ۴۵۵۔

۴. تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید، ج ۴، کتاب المہدی، ص۱۰۶-۱۰۹، ح۴۲۷۹-۴۲۹۔

۵. الامام المہدی عند اہل السنہ، ص ۴۳ - ۴۴۔

۶. سید محمد جواد حسینی جلالی، الاحادیث المہدی فی مسند احمد بن حنبل، ص۵۵ - ۶۸۔

۷. الامام المہدی عند اہل السنہ، ص۱۵-۱۸۔

۸. تحقیق محمد عبد السلام شاہین، ج ۷، ص ۵۱۲۔ ۵۱۳، ح ۳۷۶۲۷۔ ۳۷۶۴۲، (افسوس کہ کتاب الامام المہدی عند اہل السنۃ میں تمام روایتیں نہیں ہیں)۔

۹. تحقیق حمدی عبد الحمید السّلفی، ج ۱۰، ص ۱۳۱ - ۱۳۷ (بیس حدیثیں)۔

۱۰. علی بن بلبان فارسی، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، تحقیق شعیب الارنووط، ج ۱۵، ص۲۳۶-۲۳۹، ح ۶۸۲۳-۶۸۲۷۔

۱۱. منہاج السنہ، رد کتاب منہاج الکرامہ علامہ حلی ہے۔اس کے باوجود ابن تیمیہ نے اصل مہدویت کی تائید کی ہے۔

۱۲. دیکھئے: الامام المہدی عند اہل السنہ۔

بن باز نے مجلّۂ الجامعۃ الاسلامیہ[1] میں، دور حاضر کے مشہور حدیث شناس محمد ناصر الدین البانی نے تخریج احادیث فضائل الشام ودمشق میں اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ[2] کے اندر، مدینہ یونیورسٹی کے کے معاون وائس چانسلر، عبد المحسن عباد نے الردعلی من کذب بالاحادیث الصحیحہ الواردۃ فی المہدی[3] میں، حمود بن عبد اللہ تویجری نے اتحاف الجماعۃ بما جاء فی الفتن والملاحم و اشراط الساعۃ[4] میں، عبد العلیم عبد العظیم بستوی نے کتاب المہدی المنتظرفی ضوء الاحادیث والاثار الصحیحہ[5] میں، یوسف الوائل نے اشراط الساعۃ[6] میں، احمدبن حجر نے العقائد السلفیہ بادلتہا النقلیہ[7] النقلیہ[7] میں، ڈاکٹر محمد احمد اسماعیل المقدم نے اپنی کتاب المہدی وفقہ اشراط الساعۃ[8] میں۔

اصحاب حدیث کے نزدیک مہدیؑ، آخری زمانہ کی ایک علامت ہیں۔ یہ ان کا قطعی عقیدہ ہے۔ مہدیؑ امام عادل اور ہر صدی میں پیدا ہونے والے مجدد ہیں، آخری زمانہ کے مجدد کا نام مہدیؑ ہے، ان کا نام پیغمبرؐ کے نام پر اور ان کے والد کا نام آنحضرت کے پدر بزرگوار کے نام پر ہوگا۔ وہ اولاد فاطمہؑ سے ہوں گے[9]، مکہ سے ظہور کریں گے، خدا ایک رات میں ان کے ذریعہ امور کو درست کردے گا، ظلم سے بھری ہوئی زمین کو عدالت سے پر کردے گا، خراسان کے سیاہ پرچم ان کے ساتھ ہوجائیں گے، موسلادھار

---

۱. ذوالقعدہ ۱۳۸۹ ھ، ص۱۶۲ (متون از بستوی، المہدی المنتظر، ج ۱، ص ۵۹ مطبوعہ بار اول، المکتبۃ المکیہ ودار ابن حزم، ۱۴۲۰ ھ)۔

۲. سلسلۃالاحادیث الصحیحہ مقدمہ اور گیارہویں حدیث کے ذیل میں ج ۴، ص ۴۲- ۴۳، تخریج احادیث فضائل شام،، ذیل حدیث ۱۸۔

۳. اس کتاب کے بارے میں جناب خسروشاہی نے کتاب مصلح جہانی میں لکھا اور ترجمہ کیا ہے (مصلح جہانی، مہدی موعود از دیدگاہ اہل سنت، ۱۰۳، ص۲۹۶، مطبوعہ بار دوم انتشارات اطلاعات، تہران ۱۳۸۴ شمسی)۔

۴. انہوں نے اپنی کتاب میں اثر صحیح سے ۴۶ حدیثیں اور اثر ضعیف یا موضوع سے ۲۹۲ حدیثیں پیش کی ہیں اور آخر میں آٹھ مصرح اور ۲۲ غیر مصرح حدیثوں کو احادیث صحیحہ کے عنوان سے قبول کیا ہے۔ (ج ۱، ص ۳۵۵)۔

۵. انہوں نے مہدی کے باب میں ایک تفصیلی بحث کی ہے اور ان کی نظر میں عقائد اہل سنت وجماعت کا یہ ایک مسلّم مسئلہ ہے ۔

۶. ص ۲۴۹-۲۷۵ مطبوعہ یازدہم، عربستان ۱۴۱۹ھ، ان کی اچھی بحث کو مطالب بستوی کا خلاصہ سمجھا جاسکتا ہے۔

۷. جلد ۲، ص ۴۵۱-۴۵۴۔

۸. انہوں نے ماضی میں المہدی حقیقۃ لاخرافۃ نامی کتاب لکھی ہے۔ اس میں بڑی تفصیل سے آٹھ سو صفحہ اور تقریباً چار سو منابع ومآخذ پر مشتمل (سلفی نظریہ کو مد نظر رکھتے ہوئے) مسئلہ مہدیؑ پر گفتگو کی ہے۔

۹. ابن کثیر نے کہا ہے کہ تفرقہ امت کے وقت چونکہ امام حسنؑ نے سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اس وجہ سے خدا اس کی پاداش میں ان کی اولاد سے مہدیؑ کو منتخب کیا ہے (دیکھئے: نورالابصار، ص ۱۸۷) سنن ابی داؤد نے بھی ایک حدیث میں بیان کیا ہے کہ مہدی اولاد امام حسنؑ سے ہیں۔

بارش سے آسمان زمین کو سیراب کردے گا، زمین میں نباتات کثرت سے پیداہوں گے، اسلام عزیز ہوجائے گا، لوگوں کی ثروت میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا۔ ان کی حکومت کے زمانہ میں ان کی بخششیں اور عنایتیں بے حساب ہوں گی اس وجہ سے یہودی ناراض ہوں گے اور دجال یہود، ان کے خلاف قیام کرے گا۔ مہدیؑ کی مدد کے لئے خدا عیسیٰؑ کو بھیجے گا، عیسیٰؑ دجال کو قتل کردیں گے اور نماز میں مہدی(ع) کی اقتدا کریں گے، ان کی عادلانہ حکومت سات یا آٹھ سال ہوگی اس کے بعد وہ دنیا سے رخصت ہوجائیں گے۔

اہل سنت کی نظر میں مہدی(ع) کے تمام کام سماجی اور معاشرتی ہوں گے اور مادی عدالت قائم کرنے کی وہ زیادہ کوشش کریں گے۔ اس دور میں شریعت اسلام پر خوب عمل ہوگااور معنویات پر زیادہ توجہ دی جائے گی، الٰہی توفیقات اور بقول البانی کے اسلامی حکمرانی کے ذریعہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف عام کریں گے، درحقیقت یہ وہی مجدد ہوں گے جو ہر صدی میں پیداہواکرتے ہیں لیکن مسلمانوں کو متحد رہنا چاہئے آج کی طرح انہیں مختلف گروہوں میں منقسم نہیں ہوناچاہئے۔ گویا مہدی(ع) ایسی ذات کا نام ہے جو علم، ورع، عبادت اور خلق کے ذریعہ صلح پیداکریں گے اور امت کا تصفیہ اور ان کی تربیت فرمائیں گے[۱]۔ اس گروہ کی تصریح کی بناپر زمین سے مراد وہی جہان اسلام اور ان کا موعود، آخری موعود ہوگا۔

مائل بہ تشیع اہل سنت کا موعود

چوتھی اور پانچویں صدی کی تاریخ پر نظر ڈالنے کے بعد اہل سنت میں ایسے افراد بھی دیکھے جاسکتے ہیں جنہوں نے تعلیمات تشیع کو (البتہ تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ) قبول کیا ہے۔ سنی مسلمانوں کے درمیان تصوف کے پھیلنے اور تصوف میں انسان کامل کی بحث پیداہونے کے بعد اس میلان میں اضافہ ہوا ہے۔ اس رجحان کو پہلے معتزلہ کے درمیان تلاش کرنا چاہئے۔ حضرت علیؑ کے افضل صحابہ ہونے کے رجحان کی طرف معتزلہ میں سے کچھ افراد رفتہ رفتہ مائل ہوئے۔ ان کی نظر میں خلفائے راشدین کا مرتبہ فضیلت میں ان کے بعد ہے[۲]۔ اہل سنت کے صوفیہ میں سے کچھ لوگوں نے شیعوں کے بارہ اماموں کو قطب الاقطاب یا ابدال یا دوسری تعبیر میں اپنے زمانہ کا انسان کامل سمجھا ہے اور صوفیہ سلسلہ کے ظاہر ہونے کے بعد بیشتر صوفیہ نے معروف کرخی کے ذریعہ امام رضاؑ پھر حضرت امیر المومنینؑ تک اپنا سلسلہ پہونچایا ہے۔ سنی حضرات کا یہ گروہ فقہ میں فقہائے اربعہ میں سے کسی ایک کا پیروکار رہاہے اور خلفاء کو بھی قبول کرتارہاہے لیکن اس کا

---

۱. محمد احمد اسماعیل المقدم، المہدی وفقہ اشراط الساعۃ، ص ۴۲۵-۴۲۸۔

۲. دیکھئے: مقدمہ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید بغدادی، تمام معتزلہ بغداد اور بصرہ کے بعض معتزلہ اسی نظریہ کے حامل تھے۔

تعارف "ھوشیعی"، "ھو یتشیع"، بارہ امام کو ماننے والے سنی حضرات اور "سنیان متشیع" کے عنوان سے ہوتا رہا ہے۔ ان میں سے بعض افراد نے حضرت مہدیؑ کے سلسلے میں کتاب بھی لکھی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ انہوں نے مہدیؑ کے باب میں شیعوں کے تمام نظریات کو قبول بھی کیا ہے۔ امام مہدیؑ کے سلسلے میں اپنے نظریات کی تائید میں علمائے شیعہ نے بھی زیادہ تر اس گروہ پر نظر ڈالی ہے اور ان کو امامیہ نظریات کا مؤید جانا ہے۔ اس سلسلہ میں میرزا حسین نوری کی کشف الاستار عن وجد العائدین الابصار کی مثال دی جاسکتی ہے جس میں انہوں نے ایسے ۳۹ علماء کے بیانات درج کئے ہیں[۱]۔

مائل بہ تشیع اہل سنت حضرات کے نظریہ کے مطابق مہدی(ع) اولاد حسینؑ اور فرزند امام حسن عسکریؑ ہیں جو ۲۵۵ ھ میں پندرہ شعبان کو پیدا ہوئے، ابھی زندہ اور نظروں سے غائب ہیں، آخری زمانہ میں (جب خدا مناسب سمجھے گا) عیسیٰؑ کے ساتھ ظاہر ہوں گے۔ ان کی نظر میں مہدی (ع) کے ظہور سے پہلے بنی امیہ سے سفیانی نام کا ایک شخص شام میں ظہور کرے گا اور اس کے سپاہی مقام بیداء میں زمین میں دھنس جائیں گے۔ اس موقع پر مہدی (ع) عربی رنگ اور اسرائیلی جسم کے ساتھ ظہور فرمائیں گے۔ اس وقت تمام مسلمان (شیعہ و سنی) رضا و رغبت کے ساتھ ان سے مل جائیں گے، اللہ والے ان کی دعوت کو قبول کریں گے اور ان کی نصرت کریں گے۔ یہ سب مہدی(ع) کے وزیر ہوں گے، یہاں تک کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ دمشق کے منارۂ شرقی سے دو ملک کے ساتھ نازل ہوں گے اور اس وقت لوگ امام مہدیؑ کے پیچھے نماز عصر یا صبح پڑھ رہے ہوں گے اور عیسیٰ امام مہدیؑ کی اقتدا کریں گے۔ عیسیٰؑ صلیبوں کو توڑ ڈالیں گے اور سوروں کو ختم کردیں گے۔ عورتوں کا مردوں کی شبیہ بننا، شہوتوں کی کثرت، سفیانی کا خروج، یمن میں یمانی کا قتل اور رکن و مقام کے درمیان نفس زکیہ کا قتل اور آسمانی پکار ان کے ظہور کی علامتیں ہیں۔ اسی طرح خراسان کی طرف سے سیاہ پرچموں کا خروج بھی ان کے ظہور کی علامت شمار کیا جاتا ہے۔

---

۱. ص ۲۰- ۸۶، مطبوعہ بار اول؛ منشورات موسسۃ النور، للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۸ قمری۔ یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ فقہ یا کلام کے باب میں اس کتاب میں جن افراد کا نام آیا ہے ان میں سے بعض شیعہ ہیں۔ داود الہامی نے کتاب "امامان اہل بیتؑ در گفتار اہل سنت" میں اس طرز پر مہدیؑ کے باب میں بعض ان علمائے اہل سنت کا نظریہ پیش کیا ہے جو غالباً سنی ہیں لیکن مائل بہ تشیع ہیں۔ (داؤد الہامی، امامان اہل بیتؑ در گفتار اہل سنت، ص ۴۷۹-۵۰۷ مطبوعہ بار اول: انتشارات مکتب اسلام، قم، ۱۳۷۷ شمسی؛ رسول جعفریان، تاریخ تشیع در ایران، ص ۲۵۷، ۲۳۷ مطبوعہ بار اول انتشارات انصاریان، قم، ۱۳۷۵ شمسی، جعفریان نے بارہ امام کو ماننے والے سنی حضرات کے لئے ایک فصل مخصوص طور پر تحریر فرمایا اور اس گروہ کے کچھ علماء کا ذکر کیا ہے)۔

پیغمبرؐ سے مروی ہے کہ لوگوں کو ان سے جڑنا چاہئے چاہے برف پر گھس کر جانا پڑے (ولوحبوا علی الثلج)۔ وہ لوگ مکہ میں آپ کی بیعت کریں گے پھر کوفہ کی طرف رخ کریں گے، دوسرے شہروں کی جانب اپنا لشکر بھیجیں گے، قسطنطنیہ کو فتح کریں گے پھر ان کی سلطنت مشرق و مغرب کا احاطہ کرے گی، ان کے سرپر بادل سایہ فگن ہوگا اور منادی یہ ندادے گا کہ یہ خلیفۂ خدا مہدی(ع) کا لشکر ہے۔ آپ کی حکومت کے زمانہ میں خزانے ظاہر ہوں گے دنیا میں کوئی غیر آباد جگہ ایسی نہ ہوگی جو آباد نہ ہو جائے۔ جس کی جو ضرورت ہوگی وہ پوری کی جائے گی، منادی ندادے گا کہ مہدیؑ بغیر حساب، بخشش فرمارہے ہیں۔ کسی خطبہ میں آپ فرمائیں گے کہ میں وہی بقیۃ اللہ ہوں۔ دنیا بھر میں یہودی و نصرانی اور خدا کی پرستش نہ کرنے والا باقی نہیں رہ جائے گا، سب اسلام کے ماننے والے ہوں گے، غیر خدا کی عبادت نہیں ہوگی، آپ سات یا آٹھ سال حکومت کریں گے۔ ان کی حکومت کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے۔

اہل سنت کے اس گروہ میں مہدی(ع) پر یقین کا مرتبہ زیادہ بلند ہے۔ معنوی اور معاشرتی کام کرنے کے سبب، خداپرستی اور معنویت عام ہوگی۔ معاشرہ میں مکمل طور پر ترقی اور رفاہ حاکم ہوگی۔ بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک شخص صدقہ دینے کے لئے فقیر کی تلاش کرے گا مگر کوئی نہیں ملے گا۔ اس گروہ میں موعود کا عقیدہ، شیعوں کے عقیدہ سے بہت نزدیک ہے۔ اگرچہ یہ عقیدہ، شیعوں کے عقیدہ کی رفعت تک نہیں پہونچتا چونکہ ان کے درمیان غیبت کی بحث بہت اہم اور عالمی کارکردگی کی بحث ہے۔ اس گروہ کے کچھ بزرگ افراد کے نام یہاں پر نقل کرتے ہیں۔ مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول کے مصنف محمد بن طلحۂ شافعی (م ۶۵۲ ھ)، تذکرۃ الخواص[۱] کے مصنف ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی حنفی معروف بہ سبط ابن جوزی (م ۶۵۴ ھ)، الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الائمہ کے مصنف ابن صباغ مالکی (م ۸۵۵ ھ)، البیان فی اخبار صاحب الزمان کے مصنف محمد بن یوسف گنجی شافعی (م ۶۵۸ ھ)، الشذرات الذھبیہ فی تراجمۃ الائمہ اثنی عشریہ عند الامامیہ کے مصنف شمس الدین محمد بن طولون حنفی (م ۹۵۳ ھ)، الیواقیت والجواھر کے مصنف عبدالوھاب شعرانی شافعی (م ۹۷۳ ھ، الصواعق المحرقہ فی الرد علی اھل البلاغ والزندقہ[۲] کے مصنف ابن حجر ہیثمی مکی (م ۹۷۴ ھ)، تاریخ گزیدہ کے مصنف حمداللہ مستوفی (م ۷۵۰ ھ) فصل الخطاب کے مصنف خواجہ محمد پارسا (م ۸۲۲ ھ)، وسیلۃ الخادم

۱. یہ مائل بہ تشیع سنی حضرات کے خلاف، عصمت ائمہؑ کے قائل ہیں حالانکہ بہت سے ایسے سنی حضرات عصمت ائمہؑ کے قائل نہیں ہیں۔
۲. انہوں نے امامیہ کی رد میں یہ کتاب لکھی ہے پھر بھی امامیہ کے مہدیؑ کو قبول کیا ہے ۔

الی المخدوم[۱] کے مصنف فضل بن روز بہان (م ۹۲۷ ھ)، مقامات جامی کے مصنف عبد الواسع باخزری اور روضۃ الشہداء کے مصنف ملا حسین کاشفی[۲] (م ۹۱۰ ھ)۔ شاید ابن خلکان (م ۶۸۱ ھ) اور ابن عربی (م ۶۳۸ ھ) کو بھی اس گروہ میں شامل کیا جاسکے اگرچہ ابن عربی کے بیان میں تناقض ہے۔

اہل سنت میں منکرین مہدی(ع) اور انکار کی وجہ

کتب اہل سنت میں تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مہدویت کو ثابت کرنے والوں کے مقابل میں اس کا انکار کرنے والے بہت کم ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر متاخرین اور معاصرین میں سے ہیں۔ قطر کی شرعی عدالت کے رئیس شیخ عبد اللہ بن زید المحمود کی کتاب المہدی ینتظر بعد الرسول خیر البشر میں منکرین مہدویت کے نام اور ان کی دلیلیں درج ہیں اور عبد المحسن بن حمد العباد کی کتاب الرد علی من کذب بالاحادیث الصحیحۃ الواردۃ فی المہدی، ان دونوں کتابوں کو اس موضوع پر بہترین تالیف قرار دیا جاسکتا ہے[۳]۔

قدماء میں صراحت کے ساتھ کوئی بھی منکر احادیث مہدی(ع) نہیں ہے۔ اگرچہ بعض علمائے اہل سنت نے اس سلسلہ میں خاموشی اختیار کی ہے لیکن یہ سکوت دلیل انکار نہیں ہے۔ ابن خلدون (م ۸۰۸ ھ) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے احادیث مہدی(ع) کو تفصیل سے بیان کرکے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنے مقدمہ میں اہل سنت کی کتابوں سے ۲۳ حدیث کی تحقیق اور اہل تصوف کی نگاہوں میں مہدی(ع) کی حیثیت کے بارے میں تفصیلی بحث کرنے کے بعد مہدویت کا انکار کیا ہے۔ ان کے نظریہ کی بنیاد دو استدلال پر مبنی ہے جن میں سے پہلا استدلال یہ ہے:

> "محدثین کے نزدیک جرح، تعدیل پر مقدم ہے لہٰذا اگر بعض رجال پر ایراد ملتا ہے تو اس سے حدیث کی صحت کو نقصان پہونچتا ہے"[۴]۔

---

۱. انہوں نے نہج الحق وکشف الصدق علامہ حلی کے جواب اور امامیہ کی رد میں کتاب ابطال نہج الباطل لکھی ہے اس کے باوجود امامیہ کے مہدی(ع) کو قبول کیا ہے۔

۲. ان افراد کے نظریہ کے سلسلہ میں ان مصنفین کی کتابوں (البتہ مصنف کی دسترس میں جو کتاب تھی) کے علاوہ، میرزا حسین نوری، داؤد الہامی اور رسول جعفریان کی کتاب سے اور الامام المہدی عند اہل السنت سے بھی استفادہ کیا ہے۔

۳. کتاب دوم میں کتاب اول کے اہم مطالب بھی شامل ہیں۔ اس کتاب کا سید ہادی خسرو شاہی نے "مصلح جہانی اور مہدی موعود از دیدگاہ اہل سنت" کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور اس میں عبد اللہ بن زید المحمود کے بہت سے اشتباہات کی طرف اشارہ موجود ہے۔

۴. مقدمہ ابن خلدون، ص ۳۱۲، ایضاً، محمد پروینی گنابادی، ج ۱، ص ۶۰۸۔

اس بات کو بیان کرنے کے بعد ابن خلدون نے ۲۳ احادیث کی چھان بین کی ہے اور رجال کی تحقیق کے بعد وہ لکھتے ہیں:

"ائمہ احادیث نے آخری زمانہ میں مہدی(ع) کے بارے میں جو حدیثیں لکھی ہیں وہ کل یہی ہیں اور مذکورہ احادیث میں بہت ہی کم حدیثیں ایسی ہیں جو اشکال سے خالی ہوں"[۱]۔

ابن خلدون کا دوسرا استدلال یہ ہے:

"... جس حقیقت کا آپ پر واضح ہو جانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کوئی بھی دعوت کمال تک نہیں پہونچ سکتی جب تک کہ شوکت و عصبیت نہ ہو، فاطمین اور طالبین کی بلکہ تمام قریش کی عصبیت پوری دنیا میں بکھری پڑی ہے اور دوسری قوموں کی عصبیت کو قریش پر برتری حاصل ہے۔ اس بنا پر اگر ظہور مہدیؑ صحیح ہو تو بغیر بنی فاطمہ کی عصبیت کے ان کی دعوت کے آشکار ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے اور چونکہ وہ دنیا میں پراگندہ ہیں اس وجہ سے ایسا قیام ممکن نہیں ہے"[۲]۔

اہل سنت کے ماہرین علم رجال نے ابن خلدون کے استدلال پر تنقید کرتے ہوئے یہ توجیہ کی ہے کہ ابن خلدون کی عبارت کا زیادہ سے زیادہ یہ مطلب ہوگا کہ ابھی بھی ایسی روایتیں موجود ہیں جن پر جرح نہیں کی گئی ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ ابن خلدون نے منکرین مہدی(ع) کا پے در پے مبہم تذکرہ کیا ہے لیکن منکر احادیث مہدیؑ کے عنوان سے کسی ایک شخص کا بھی نام نہیں پیش کیا ہے تا کہ ان کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے نظریہ کو مضبوط بنالیں۔ اہل سنت کی نظر میں مہدویت کی تقویت کی یہ خود ایک دلیل ہے۔

ابن خلدون کی دوسری دلیل کی بنیاد، معاشرہ شناسی ہے اور یہ نظریہ ان کی اپنی تحریر سے باطل ہو جاتا ہے وہ لکھتے ہیں:

"اس فاطمی کے منتظر عامہ کا یہ عمل ان کا دعوی ہے جو قابل قبول نہیں ہے کیونکہ وہ ایسے دیوانے ہیں جن کے پاس نہ تو عقل ہے اور نہ علم سے انہیں کوئی واسطہ ہے... ان کا خیال ہے کہ مہدی(ع) ایک غار سے مغرب میں ظہور کریں گے"۔

ابن خلدون اگر اپنی بات پر ڈٹے رہیں تو انہیں یہ قبول کر لینا چاہئے کہ مہدی(ع) جیسے انسان کے قیام اور غلبہ کی وجہ صرف عصبیت نہیں ہے بلکہ اس فاطمی کی عدالت طلبی کا وعدہ ہے جو لوگوں کو ان کی طرف کھینچ لیتا ہے چاہے ان کا اس فاطمی سے کوئی ربط نہ بھی ہو۔

---

۱. ایضاً، ص ۳۲۲ و ۶۳۰۔

۲. مقدمہ ابن خلدون، ص ۳۲۷-۳۲۸ و ۶۳۹-۶۴۰۔

آٹھویں صدی سے لے کر عصر حاضر تک کی کتابوں میں ابن خلدون کے علاوہ کسی دوسرے منکر کا ذکر ہمیں نہیں ملا۔ اس عہد میں شمالی افریقہ کے مشہور سلفی مصنف محمد رشید رضا[۱]، ابن خلدون اور محمد عبدہ سے سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں:

"مہدیؑ کا مسئلہ اسرائیلیات میں سے ہے اور یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے جس نے دین کا لبادہ اوڑھ لیا ہے، اس سلسلہ میں کوئی روایت ایسی نہیں ہے جس کی سند میں کوئی شیعہ موجود نہ ہو اور عرب سے سلطنت لے کر فارس کی حکومت کا اعادہ کرنے کے لئے زندیقوں نے مہدیؑ کی بحث پیش کی ہے"[۲]۔

سلسلۂ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"مہدیؑ سے متعلق روایتوں میں تعارض واضح ہے... ان کا انکار کرنے والے بہت ہیں... اسی وجہ سے شیخین (بخاری و مسلم) نے اپنی صحیح میں انہیں جگہ نہیں دی ہے۔ اسلامی معاشرہ میں مہدیؑ کا مسئلہ بہت زیادہ فتنوں کا باعث ہے کیونکہ ریاست و سلطنت کے بہت سے بھوکوں نے مہدیؑ کے نام سے فائدہ اٹھا کر زمین پر بدعت و فساد پھیلایا ہے... اس وجہ سے بہت سے علماء نے عدالت قائم کرنے کے لئے قیام نہیں کیا کیونکہ مہدیؑ جب ظہور کریں گے تو عدالت اور حق طلبی کو وسعت بخشیں گے... ابن خلدون نے ببانگ دہل اعلان کیا ہے کہ خدا کی کچھ سنتیں ہیں... اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بغیر قومی عصبیت کے حکومتیں پائیدار نہیں ہوتیں، عجم (ترک و فارس) نے قریش اور عترت رسولؐ سے عصبیت کا جذبہ لیا ہے لہٰذا اگر اخبار مہدی صحیح ہے تو ان کا ظہور بغیر ہاشمی و علوی عصبیت کی تجدید کے ناممکن ہے... اور مسلمانوں نے ہمیشہ ظہور مہدیؑ کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ سنت الٰہی ٹوٹ جائے گی... حالانکہ مسئلہ مہدیؑ، ان مجوسی فارس کی عصبیت ہے جو عربی سلطنت کے انہدام کے لئے کوشاں ہیں... مباحث مہدیؑ کی تبلیغ میں کعب الاحبار کا بہت بلند مقام ہے"[۳]۔

رشید رضا نے آگے چل کر احادیث مہدی (ع) میں موجود تناقض اور اختلاف کو پیش کر کے ان کے جعلی اور وضعی ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

---

۱. محمد رشید رضا، تفسیر المنار، ج۹، ص ۴۸۰۔
۲. ایضاً، ص ۴۸۲۔
۳. محمد رشید رضا، تفسیر المنار، ج ۹، ص ۴۹۹-۵۰۱۔

"مہدیؑ کی روایتیں شہادت حضرت امیر المومنینؑ کے بعد وضع ہوئیں تاکہ وہ حدیثیں بنی امیہ سے مہدیؑ کے انتقام لینے کے لئے بشارت قرار پائیں اسی لئے بنی امیہ نے بھی خروج سفیانی کی حدیثیں گڑھی ہیں"۔

اپنی تائید میں رشید رضا صاحب اپنے استاد محمد عبدہ سے نقل کرتے ہیں کہ صحیح اسلام وہی ہے جو ابتدا میں فتنوں کے ظہور سے پہلے موجود تھا اس وجہ سے صحاح ستّہ میں مندرج ہونے والی روایات فتن کو انہوں نے بہت ہی کم قبول کیا ہے[۱]۔ اصل مطلب کو درک کئے بغیر دوسری جگہ رشید رضا صاحب نے اس کی بعض مشکلات کو پیش کیا ہے:

"خاص وعام سبھی کو معلوم ہے کہ نبیؐ کی اولاد میں سے ایک مہدی لقب شخص ظہور کرے گا، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، اس کی حکومت کے آخری زمانہ میں عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے یہ قیامت کی علامت ہے... عیسیٰؑ دجال کو قتل کردیں گے... مسلمانوں کا اسلام کی عدالت اور بزرگی کے اعادہ سے مایوسی اس انتظار کا نقصان ہے"[۲]۔

رشید رضا صاحب کی عبارتوں کی تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہدویت میں صرف اسرائیلیات کا دعویٰ یا اس کے تمام سلسلۂ اسناد میں شیعوں کا وجود ان کے انکار کی وجہ نہیں ہے بلکہ ابن خلدون کے افکار سے متاثر ہونا، عبدہ سے اصلاح طلبی کا تصور لینا، ان کی عربی عصبیت اور شیعوں کی مخالفت، مہدویت کے انکار کی اصلی وجہ ہے۔ بستوی صاحب فرماتے ہیں:

"مہدویت کی تمام روایتوں کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مہدویت کے باب میں صحیح احادیث وآثار کے سلسلہ سند میں کعب الاحبار کہیں نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صحیح احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے اگر کوئی تعارض ہے تو وہ ضعیف احادیث میں ہے"[۳]۔

معاصرین میں احمد امین مصری نے اپنی کتاب ضحیٰ الاسلام میں مہدویت کا انکار کیا ہے ان کی نظر میں مہدویت کی حدیثیں شیعوں کی وضع کردہ ہیں[۴]۔ سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ اس طرح رطب اللسان ہیں جیسے خود ہی اپنا جواب دے رہے ہوں۔ احمد امین لکھتے ہیں:

---

۱. ایضاً، ص ۴۰۴-۵۰۶۔
۲. محمد رشید رضا، تفسیر المنار، ج ۶، ص ۵۷، ۵۷۔
۳. المہدی المنتظر، ج ۱، ص ۳۷۷-۳۸۰۔
۴. ایضاً، جلد ۳، ص ۲۴۶- ۲۷۳ ۔

"حدیث گھڑنے میں اموی، شیعوں سے پیچھے تو رہ گئے لیکن انہوں نے سفیانی کو مہدیؑ کے مقابل میں پیش کر دیا۔ عباسیوں نے اس مسئلہ کو اپنے حق میں اتمام تک پہونچانے کے لئے خاموشی اختیار کی۔ مجھے امید تھی کہ معتزلہ اس گمراہی سے نقاب ہٹائیں گے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس باب میں مجھے کچھ نہیں ملا۔ معتزلہ کے بعد آنے والے زیدیہ ہیں وہ مہدویت کے منکر نکلے اور انہوں نے اپنی کتاب میں روایات مہدی کا انکار کر دیا"[۱]۔

افسوس تو اس بات پر ہے کہ زیدیہ کے سلسلہ میں احمد امین کا یہ صرف دعویٰ ہے کہ وہ مہدویت کے منکر ہیں حالانکہ زیدیہ اصل مہدویت کے منکر نہیں ہیں۔ انہوں نے مہدویت کو صحیح قرار دیا ہے۔ زید بن علی نے اپنے مجموعۂ رسائل میں لکھا ہے کہ:

"المہدی حق وھو کائن من اھل بیت ولن تدرکوہ وذالک یکون عند انتقاع الزمن فلاتتنکلو عن الجہاد..."[۲]۔

مجموعۂ رسائل امام مرتضیٰ محمد بن یحییٰ الہادی (م ۳۱۰ ھ) میں لکھا ہے کہ:

"میں نے ان سے مہدیؑ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کس کے فرزند ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ وعدۂ الٰہی ہے وہ حسنؑ یا حسینؑ کی اولاد ہیں جو ظہور کریں گے"۔

وہ دوسرے مقامات پر حدیث مہدیؑ کی تصدیق کرتے ہیں اور روایات رایات سود (سیاہ پرچم) کو قبول کرتے ہیں[۳]۔ زیدی مذہب کے ایک دوسرے عالم حسین بن بدر الدین (م ۶۳۳ ھ) نے اپنی کتاب ینابیع النصیحۃ میں روایات مہدیؑ کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "مہدیؑ آخر الزمان کے بارے میں روایتیں بہت زیادہ ہیں"[۴]۔ بعض افراد مثلاً سامی النشار اپنی کتاب نشاۃ الفکر الفلسفی فی الاسلام[۵] میں اور احمد محمود صبحی اپنی کتاب فی علم الکلام قسم الزیدیہ[۶] میں اس بات کے قائل ہیں کہ زیدیہ میں جو امام لوگوں کو اپنی طرف بلائے اور اس میں شرائط امامت موجود ہیں وہ مہدیؑ ہے۔ ان دونوں مصنفین نے

---

۱. ایضاً، ج ۳، ص ۲۴۳۔

۲. مجموع، کتب ورسائل الامام الاعظم امیر المومنین زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، جمع وتحقیق ابراہیم یحییٰ الدرسی الحمزی، ص ۳۸۴۔

۳. محمد بن یحییٰ الہادی، مجموع کتب ورسائل الامام المرتضیٰ، ج ۱، ص ۱۲۸ و ۲۰۷- ۲۱۰۔

۴. تحقیق مرتضیٰ، زید المحطوری الحسنی، ص ۴۶۸-۴۶۹۔

۵. ایضاً، ج ۲، ص ۱۳۲۔

۶. ایضاً، ج ۳، ص ۱۲۸۔

گذشتہ مطالب کے بیان میں غلطی کی ہے کیونکہ ان کے پیش نظر سید عبد الرحمٰن المويد بن الضحیانی کا کلام ہے جو ان کے نظریہ کی نفی کی ہے۔ضحیانی کہتے ہیں:

"ہر امام جامع الشرائط کے مہدی ہونے کے ہم منکر نہیں ہیں لیکن یہ تمام مہدی اس مہدی منتظر کے علاوہ ہیں جن کی آمد کے بارے میں پیغمبرؐ نے فرمایا ہے جو آخر زمانہ میں ظہور فرمائیں گے"[۱]۔

احمد محمود صبحی اور سامی النشار کے برخلاف، امام یحیٰ بن حسین نے رسائل العدل والتوحید میں مہدی (ع) کو حضرت امیر المومنینؑ کی نسل سے آخری امام شمار کیا ہے[۲]۔اشعری نے مقالات الاسلامیین میں نقل کیا ہے کہ زیدیہ میں کچھ لوگ نفس زکیہ کو، کچھ افراد محمد بن قاسم کو اور کچھ یحیٰ بن عمر کو مہدیؑ سمجھتے ہیں جو آخر زمانہ میں ظہور کریں گے۔اس بناپر احمد بن امین کے نظریہ کی حمایت میں نہ صرف یہ کہ شواہد موجود نہیں ہیں بلکہ ان کے خلاف گواہیاں موجود ہیں۔

ہم نے بہت مشہور منکرین مہدیؑ کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں سے کسی کے پاس کوئی محکم دلیل نہیں ہے بلکہ بعض تو اپنی ہی بات کو نقض کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ محمد محی الدین عبد الحمید، احادیث مہدیؑ کو اسرائیلیات میں شمار کرتے ہیں۔ مولف المہدیہ فی الاسلام، سعد محمد حسن ایسی حدیثوں کو شیعوں کی ایجاد سمجھتے ہیں جس کا جواب دیا جاچکا ہے،اس کا تفصیلی جواب عبد المحسن عباد کی کتاب مصلح جہانی میں موجود ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ابن خلدون کے علاوہ تمام منکرین مہدویت، معاصر مفکرین ہیں اور ان میں سے زیادہ تر افراد مصر کے رہنے والے ہیں اور یہ انکار عصر حاضر کے اجتماعی اور سیاسی مسائل مثلا یورپ کی عقل اور تشکیک کی طرف میلان کی دین ہو سکتا ہے۔ مصر کے حالات کا تجزیہ کرنے کے بعد فتن والی روایتوں کے سلسلہ میں محمد عبدہ کا منفی نظریہ اور تصوف سے انکا شدید اختلاف ایک طرف اور دوسری طرف صوفیوں کی مہدویت کے بارے میں شدید تبلیغات اور یورپ کی تہذیبی اور سیاسی یلغار کے مقابلہ میں ان کی خاموشی اور اصلاحات سے ان کی دوری کو اس فکر کے رواج میں بے اثر نہیں سمجھا جاسکتا۔

موعود کے بارے میں اہل سنت کا کلی نظریہ

۱. تحقیق مرتضی، زید المحطوری الحسنی، ص ۱۲۸، حاشیہ۔

۲. تحقیق، محمد عمارہ، ج ۲، ص ۷۴ و ۸۲۔

اہل سنت کی روایات کی بناپر مہدی(ع) خلیفہ عادل ہیں جو آخری زمانہ میں دنیا میں آئیں گے۔ان کے قیام اور ظاہر ہونے سے پہلے کی علامتوں اور نشانیوں کے مذکور ہونے کے باوجود اصحاب حدیث کے یہاں اجمال اور شیعیت کی طرف مائل سنی حضرات کے یہاں اس کی تفصیل موجود ہے ، لیکن دنیا میں ظلم وستم کی شدت کے مسئلہ پر سب متفق ہیں۔اصحاب حدیث کے یہاں سفیانی کا موضوع اور مائل بہ تشیع اہل سنت کے یہاں غیبت کبریٰ کا موضوع اہم عنوان شمار کئے جاتے ہیں۔اہل سنت کی نظر میں جو موعود ہے وہ ماہیت کے اعتبار سے نسل جناب فاطمہ زہرا(س) سے بشری پہلو کا حامل شخص ہے جسے الٰہی توفیقات وبرکات حاصل ہیں، اس میں کوئی ربانی صفت یہاں تک کہ فوق بشری صفات مثلاً عصمت، علم غیب وغیرہ نہیں پائے جاتے اگرچہ بعض مطالب کو وہ جانتا ہوگا۔ وہ صرف مسلمانوں کو نجات دینے والا ہوگا اور لوگوں کی معنوی ہدایت کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ اگرچہ مائل بہ تشیع سنی حضرات کے یہاں شیعی روایات سے متاثر ہونے کی بنا پر یہ پہلو بہت مضبوط ہے۔اصحاب حدیث کے خیال میں اس کا زیادہ تر کام اجتماعی ہوگا، وہ عوام کے رفاہ کے لئے عدالت سے کام لے گا۔

اہل سنت کے نظریہ کے مطابق، مہدی(ع) موعود کسی قوم کو نہیں بلکہ پوری امت کو نجات دیں گے۔ مسلمانوں کی نجات کا جو نقشہ وہ بنائیں گے اس کی وجہ سے غیر مسلم بھی مہدی(ع) کے امن اور رفاہ کی دولت سے مالامال ہوجائیں گے۔ان کے خیال میں مہدی(ع) کا کام پیغمبر اسلام(ص) کی عادلانہ روش کا احیاء ہے۔اکثر اصحاب حدیث کے مطابق ان کا کام صدر اسلام اور عہد خلفاء کی عادلانہ روش کا احیاہے۔اہل سنت کی نظر میں موعود کے قیام وقعود کا اس دنیا کے ختم ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ان کے بعد کچھ عرصے تک زمین پر زندگی باقی رہے گی۔

اہل سنت کے یہاں نظریہ موعود کی تقسیم بندی مندرجہ ذیل طریقہ سے کی جاسکتی ہے :

۱. ماہیت کے اعتبار سے، موعود میں صرف بشری پہلو پایا جاتا ہے (اصحاب حدیث کی نظر میں ان کے اندر کوئی الوہی اور مافوق طبیعی پہلو نہیں ہوگا)
۲. کارنامہ اور عمل کے اعتبار سے وہ سب کو نجات دینے والا ہوگا۔
۳. اہل سنت کے خیال میں موعود صرف اجتماعی نجات دہندہ ہوگا اور مائل بہ تشیع اہل سنت کے نظریہ کے مطابق اس کی حیثیت معنوی اور اجتماعی ہوگی۔
۴. حلقہ کے اعتبار سے موعود پوری دنیا کے لئے یا امت (جہان اسلام) کے لئے ہوگا۔
۵. آئندہ پر اس کی نگاہ ہوگی اور وہ آخری موعود ہوگا
۶. اس کی کارکردگی عالمی نہیں ہوگی۔

منابع و مآخذ

۱. اشعری، ابو الحسن، الا بانہ عن اصول الدیانہ، تحقیق عباس صباغ، مطبوعہ اول، دار النفائس للطباعہ والنشر، بیروت، ۱۴۱۴ ھ۔
۲. آل بو طاسی، البنعلی، احمد بن حجر، العقائد السّلفیہ بادلتھا العقلیہ والنقلیہ، مطبوعہ اول، دار الکتاب القطریہ، ۱۴۱۵ ھ۔
۳. آمدی، سیف الدین، ابکار الافکار فی اصول الدین، تحقیق احمد محمد المہدی، مطبوعہ اوّل، دار الکتاب والوثائق القومیہ، قاہرہ، ۱۴۲۳ ھ۔
۴. ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، تحقیق، محمد ابو الفضل ابراہیم، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
۵. ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، تحقیق محمد عبد السلام شاہین، مطبوعہ اوّل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۶ ھ۔
۶. ابن بلبان فارسی، علی، صحیح ابن حبان بہ ترتیب ابن بلبان، تحقیق، شعیب الارنووط، مطبوعہ سوم، موسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۸ ھ۔
۷. مقدمہ ابن خلدون، ترجمہ محمد بروینی گنا بادی، مطبوعہ پنجم، شرکت انتشار علمی وفرہنگی، تہران، ۱۳۶۶ شمسی۔
۸. ابن طاؤس، علی بن موسیٰ، الملاحم والفتن فی ظہور الغائب المنتظر، مطبوعہ پنجم، منشورات الراضی، قم، ۱۳۹۸ھ۔
۹. ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمود محمد محمود حسن نصار، مطبوعہ اول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ ھ۔
۱۰. ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید، انتشارات مکتبۃ العصریہ، بیروت۔
۱۱. اشعری، ابو الحسن، رسالۃ إلی الثغر، تحقیق: عبد اللہ شاکر محمد الجنیدی، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ، مطبوعہ دوم، ۱۴۲۲ھ۔
۱۲. الہامی، داؤد، امام اہل بیت در گفتار اہل سنت، مطبوعہ اول، انتشارات مکتب اسلام، قم، ۱۳۷۷ شمسی۔
۱۳. امام مرتضیٰ، محمد بن یحیٰ ہادیؒ، مجموع کتب و رسائل الامام المرتضیٰ، مطبوعہ اول، منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی، یمن، ۱۴۲۳ ھ۔
۱۴. امام یحیٰ بن حسین، رسائل العدل والتوحید، تحقیق: محمد عمارہ، دار الہلال۔
۱۵. امین احمد، ضحیٰ الاسلام، مطبوعہ دہم، دار الکتاب العربی بیروت۔
۱۶. باقلانی، ابو بکر محمد بن طیب، التمہید فی الرد علی الملحدہ، تحقیق: محمد محمد الخضیری، دار الفکر العربی۔
۱۷. بجنوردی، سید کاظم، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی۔
۱۸. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، تحقیق: قاسم الشماعی الرفاعی، مطبوعہ اوّل دار القلم، بیروت، ۱۴۰۷ ھ۔

۱۹. بزودی ابوالیسر: اصول الدین، تحقیق ہانز بتر لنس، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ ۱۳۸۳ ھ۔

۲۰. بستوی عبدالعلیم عبدالعظیم: المہدی المنتظر، مطبوعہ اول، المکتبۃ المکیہ وار ابن خرم، ۱۴۲۰ ھ۔

۲۱. بہاء الدین زادہ، محی الدین، محمد بن بہاء الدین، القول الفصل شرح الفقہ الاکبر الامام ابی حنیفہ، مطبوعہ اوّل، تحقیق: رفیق العجم، انتشارات دار المنتخب لعربی، بیروت، ۱۴۱۸ ھ۔

۲۲. بیومی مصری، محمد، الامامۃ واہل بیت، مطبوعہ اوّل، مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیہ، بیروت، ۱۴۱۵ ھ۔

۲۳. تفتازانی، سعد الدین، مسعود بن عمر، شرح العقائد النسفیہ، تحقیق: محمد عدنان درویش و شیخ ادیب الکلاس۔

۲۴. شرح المقاصد، تحقیق: ڈاکٹر عبدالرحمٰن عمیرہ و صالح موسیٰ شرف، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۰۹ ھ۔

۲۵. تویجری، حمود بن عبد اللہ، اتحاد الجماعۃ بماجاء فی الفتن والملاحم واشراط الساعۃ، مطبوعہ دوم، دار الصمیعی للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۴۱۴ ھ۔

۲۶. جرجانی، علی بن محمد، شرح المواقف، مطبوعہ اول، منشورات الشریف رضی، قم، ۱۴۱۲ ھ۔

۲۷. جعفریان، رسول، تاریخ تشیع در ایران، مطبوعہ اول، انتشارات انصاریان، قم، ۱۳۷۵ شمسی۔

۲۸. جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین، تحقیق: شیخ محمد باقر محمودی، مطبوعہ اوّل، مؤسسہ المحمودی للطباعۃ والنشر، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

۲۹. جوینی، عبد الملک، کتاب الارشاد دالی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد، تحقیق: اسعد تیم، مطبوعہ سوم، موسسہ الکتب الثقافیہ، بیروت، ۱۴۱۶ ھ۔

۳۰. جوینی، عبد الملک، الشامل فی اصول الدین، تحقیق: فرانک، مطبوعہ اول، مؤسسہ مطالعات اسلامی، تہران، ۱۳۶۰ شمسی۔

۳۱. حسین بن بدر الدین؛ ینابیع النصیحہ فی العقائد الصحیحۃ، تحقیق: مرتضیٰ بن زید المحطوری الحسنی، مطبوعہ دوم، مکتبہ بدر للطباعۃ والنشر والتوزیع، صنعاء، یمن، ۱۴۲۲ ھ۔

۳۲. حسینی جلالی، سید محمد جواد، احادیث المہدی من مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ ششم، موسسہ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۱۷ھ۔

۳۳. خسرو شاہی، سید ہادی، مصلح جہان ومہدی موعود از دیدگاہ اہل سنت، مطبوعہ دوم، انتشارات اطلاعات، تہران، ۱۳۷۴ شمسی۔

۳۴. رشید رضا، تفسیر المنار، مطبوعہ دوم، دار المعرفۃ، بیروت۔

۳۵. زمرلی، فواز احمد، عقائد ائمۃ السلف، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۹۵ء۔

۳۶. زید بن علی، مجموع کتب ورسائل الامام الاعظم امیر المومنین زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، جمع وتحقیق: ابراہیم یحییٰ الدرسی الحمزی، مطبوعہ اوّل، مرکز اہل بیت الدراسات الاسلامیہ، یمن، ۱۴۲۲ ھ۔
۳۷. سامی النشار، علی، نشاۃ الفکر الفلسفی فی الاسلام، مطبوعہ ہفتم، دار المعارف، مصر، ۱۹۷۷ء۔
۳۸. شبلنجی، مومن بن حسن، نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار، دار الفکر، بیروت۔
۳۹. شہرستانی، محمد بن عبد الکریم، نھایہ الاقدام فی علم الکلام، تحقیق: الفرد جیوم، مکتبۃ المتنبی، قاہرہ۔
۴۰. شیبانی، محمد بن حسن، کتاب الاصل، تحقیق: ابو الوفاء الافقانی، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ۱۳۹۳ ھ۔
۴۱. صبحی، احمد محمود، فی علم الکلام، مطبوعہ سوم، دار النہضۃ العربیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ۔
۴۲. طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی عبد المجید السّلفی، مطبوعہ دوم، وزارت اوقاف، عراق، ۱۴۰۶ھ۔
۴۳. عبد الباقی، محمد فواد، اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان، دار الفکر۔
۴۴. غزالی، محمد، الاقتصاد فی الاعتقاد، تحقیق: ڈاکٹر عادل العواد، مطبوعہ اول، انتشارات دار الامانۃ، بیروت، ۱۳۸۸ھ۔
۴۵. غزنوی، حنفی، جمال الدین، احمد بن محمد، اصول الدین، تحقیق: ڈاکٹر عمر وفیق الدعوق، مطبوعہ اول، انتشارات دار البشائر، بیروت، ۱۴۱۹ء۔
۴۶. فخر رازی، محمد بن عمر، المطالب العالیہ من العلم الالٰہی، تحقیق: احمد حجازی سقا، مطبوعہ اول، دار الکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ ھ۔
۴۷. البراہین فی علم الکلام، تحقیق: سید محمد باقر سبزواری، دانشگاہ تہران، ۱۳۴۱ شمسی۔
۴۸. فرمانیان، مہدی، اہل سنت، مجلّہ ہفت آسمان، ش ۱۷، سال پنجم، بہار ۱۳۸۲۔
۴۹. فقیہ ایمانی، مہدی، الامام المہدی عند اہل السنۃ، مطبوعہ دوم، مجمع جہانی اہل بیت، قم، ۱۴۱۸ ھ۔
۵۰. قاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، تحقیق جمال عیتانی، مطبوعہ اوّل، منشورات محمد علی بیضوی ودار الکتاب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۲ ھ۔
۵۱. منح الروضی الازہری فی شرح الفقہ الاکبر، تحقیق: شیخ وہبی سلیمان غاوجی، مطبوعہ اوّل، انتشارات دار البشائر الاسلامیہ بیروت، ۱۴۱۹ ھ۔
۵۲. قاضی عبد الجبار معتزلی، المغنی فی ابواب التوحید والعدل، تحقیق: محمود محمد قاسم، وزارت الثقافہ، مصر۔
۵۳. قراملکی، احمد فرمرز، ہندسہ معرفتی کلام جدید، مطبوعہ اوّل، مؤسسۂ فرہنگی دانش واندیشہ معاصر، تہران، ۱۳۷۸ شمسی۔

۵۴. قرطبیؒ، محمد بن احمد، التذکرۃ فی اصول الموتی وامور الآخرۃ، تحقیق الدانی بن منیر آل زہوی، مطبوعہ اول، مکتبہ العصریہ، بیروت، ۱۴۲۱ ھ۔
۵۵. گنجی شافعی، محمد بن یوسف، البیان فی اخبار صاحب الزمان، تحقیق: محمد مہدی خراسانی، مطبوعہ اول، منشورات مؤسسہ الہادی للمطبوعات، قم، ۱۳۹۹ ھ۔
۵۶. مالک ابن انس، الموطا، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، مطبوعہ اول، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۳ھ۔
۵۷. متقی ہندی، علی، کنزل العمال، تحقیق: صفوۃ السقا، مطبوعہ اوّل، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۳ھ۔
۵۸. محمد احمد، اسماعیل المقدم، المہدی وفقہ اشراط الساعۃ، مطبوعہ اوّل، الدار العالمیہ، اسکندریہ، مصر، ۱۴۲۳ھ۔
۵۹. محمد بن علی بن سلوم، مختصر لوامع الانوار البہیہ وسواطع الاسرار الاثریہ، شرح الدرۃ المضیۃ فی عقد الفرقۃ المرضیہ، تحقیق: محمد زہری النجار، دار الباز للنشر والتوزیع ودار الکتب العلمیہ، بیروت ومکہ، ۱۴۰۳ ھ۔
۶۰. مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مطبوعہ اوّل، دار ابن حزم، للطباعۃ والنشر، بیروت، ۱۴۱۶ ھ۔
۶۱. نسفی، ابو حفص، العقائد النسفیۃ، تحقیق: قاسم محمد الرجب، مکتبہ المثنیٰ، بغداد، ۱۳۳۶ ھ۔
۶۲. نسفی، ابو معین، تبصرۃ الادلہ فی اصول الدین، تحقیق: کلود سلامہ المعہد العلمی الفرنسی، مطبوعہ اوّل، دمشق، ۱۹۹۰ء۔
۶۳. نعیم بن حماد، ابو عبد اللہ مروزی، کتاب الفتن، تحقیق: ڈاکٹر سہیل ذکار، انتشارات الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، مکہ، ۱۹۹۱ء۔
۶۴. نوری، طبرسی، میرزا حسین، کشف الاستار عن وجہ الغائب عن الابصار، مطبوعہ اوّل، منشورات مؤسسہ النور للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۸ ھ۔
۶۵. یوسف الوابل، یوسف بن عبد اللہ، اشراط الساعۃ، دار ابن الجوزی مطبوعہ یازدہم، عربستان، ۱۴۱۹ ھ۔
۶۶. یوسف بن یحییٰ شافعی، عقد الدرر فی اخبار المنتظر، تحقیق، عبد الفتاح محمد الحلو، مطبوعہ اوّل، مکتبہ عالم الفکر، قاہرہ، ۱۳۹۹ ھ۔